کائنات کی بے مثل خواتین۔ازواج مطہرات

آقائے نامدار خاتم النبیین ، رسولِ کریم ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام جب پہلی مرتبہ آئے تو انہوں نے رب العالمین کی جانب سے کہا اَقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۝١ ''آپ پڑھیں! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''۔ اگر آپ ایک ان پڑھ شخص سے اس کی مادری زبان میں کہیں کہ ''اپنے رب کے نام سے پڑھ'' تو اُس شخص کو ان الفاظ کو دہرانے میں کسی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا لیکن اگر آپ اس کے سامنے کتاب اور کوئی تحریر رکھ کر کہیں کہ ''اپنے رب کے نام سے پڑھ'' تو وہ یقیناً کہے گا کہ ''مجھے پڑھنا نہیں آتا''۔ اسی طرح ایک عرب سے عربی میں یہ الفاظ کہہ کر دہرانے کیلئے اسے کہیں تو انہیں دہرانے میں اس عرب کا ان پڑھ ہونا رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر آپ ایک ان پڑھ عرب کے سامنے چند اوراق، کتاب یا تحریر رکھ کر کہیں کہ اپنے رب کے نام کے ساتھ اسے پڑھے تو یقینی بات ہے کہ وہ کہے کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ قرآنِ مجید کے فرمان کے مطابق آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ نزول قرآنِ مجید سے قبل تحریر پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ مجید میں اَلنَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ کہا گیا ہے۔ قرآنِ مجید کے نزول سے قبل (نبی امی، بعد میں نہیں، انہیں امی رسول نہیں کہا گیا) الۡاُمِّيّٖنَ کے دونوں معنی آقائے نامدار ﷺ کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں یعنی ان میں سے ہونا جنہیں پہلے کتاب نہیں دی گئی تھی اور ان پڑھ ہونا۔ سورۃ العنکبوت کی آیت ۴۸ میں واضح فرمایا:

وَمَا كُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنۡ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيۡنِكَ‌

''اور آپ (ﷺ) اس (کتاب کے نزول) سے قبل نہ کتاب میں سے پڑھنا جانتے تھے اور نہ دائیں ہاتھ سے لکھنا جانتے تھے''

ایک بات واضح کرتے چلیں کہ کسی شخص کا ''ان پڑھ'' ہونا یعنی کتاب کو پڑھنے اور لکھنے کی صلاحیت سے بے بہرا ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس بندے کے پاس علم و معرفت نہیں۔ کسی بندے کے علم و معرفت کی پہچان کیا ہے؟ علم و معرفت پنہاں شئے کا نام ہے جو انسان کے ذہن میں محفوظ ہوتا ہے۔ علم و معرفت کا اظہار انسان کے عمل اور روش سے ہوتا ہے۔ غفلت لاعلمی کی مظہر ہے۔ احتیاط اور حیا علم و معرفت کی مظہر ہے۔ غفلت اور احتیاط میں فرق اور فاصلہ بہت طویل ہے۔ حیا ہر لمحہ احتیاط کی طالب ہے۔ قرآنِ مجید کے نزول سے قبل آقائے نامدار، نبی امی ﷺ کی علم و معرفت کو اگر کسی نے جاننا ہے تو اس کیلئے سوال اللہ تعالیٰ سے کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کی علم و معرفت کی بلندیوں کو واشگاف الفاظ میں افشاء کر دیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نزول قرآنِ مجید سے قبل کیا تھے؟ اَلۡمُزَّمِّلُ اور اَلۡمُدَّثِّرُ ۔ ہمارے رب نے ہمارے آقا، آقائے نامدار ﷺ کو ان ناموں سے پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کو ان ناموں سے خطاب کرنا آپ ﷺ کے علم و معرفت کا اعتراف بھی ہے اور واشگاف اعلان بھی۔ اَلۡمُزَّمِّلُ کا مادہ ''ز م ل'' ہے جس کے ایک

معنی بہت زیادہ احتیاط برتنے والے شخص کے ہیں۔اور اَلْمُدَّثِّرُ کا مادہ ''د ث ر'' ہے اور معنی کپڑے، چادر میں لپٹ جانا ہیں۔ چادر کو لپیٹنے میں بھی احتیاط اور حیا ہی کا پہلو ہے۔ انسان نیند میں اپنے جسم سے غافل ہو جاتا ہے اور اس کے بعض اعضاء من مانی کر سکتے ہیں۔ چادر میں لپٹے ہوئے انسان کے جسم کی ''عفت'' حالت نیند کی غفلت میں بھی دوسروں سے پنہاں اور محفوظ رہتی ہے۔ میرے آقا، آقائے نامدار پر درود و سلام ہے ہر لمحہ صبح و شام۔

اَقْرَاْ اور قرآن دونوں کا مادہ ''ق ر ا'' ہے۔ قرآنِ مجید کے متعلق بتایا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْءَانُ

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا'' (حوالہ البقرۃ۔۱۸۵)۔ اور بتایا

إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَـٰرَكَةٍ ''ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اتارا ہے'' (الدخان۔۳)

إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ ''ہم نے اسے شب قدر میں نازل کیا ہے'' (القدر۔۱)

اور یوں آقائے نامدار نبی امی شب قدر میں نزول قرآنِ مجید پر تحریر کو پڑھنے پر عبور حاصل کرنے اور رسالت کے فرائض تفویض کئے جانے پر بحیثیت رسولِ کریم ﷺ غار حرا سے گھر تشریف لے گئے اور کائنات کی سب سے بڑی اور عظیم الشان خبر کے متعلق سب سے اول اپنی عظیم المرتبت زوجہ مبارکہ کو بتایا کہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ رب العزت اور رسولِ کریم ﷺ نے انبیاء کرام کے بعد سب سے پہلے یہ جاننے کا اعزاز اور شرف ایک عظیم المرتبت خاتون کو عطا فرمایا کہ آقائے نامدار ﷺ خاتم النبیین اور اللہ کے رسولِ کریم ہیں۔ انہیں یہ منفرد اعزاز عطا ہوا کہ آقائے نامدار ﷺ پر ایمان لانے میں نبیوں کے میثاق کے بعد اول وہ ہیں۔ اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ ان عظیم المرتبت خاتون کو ہماری ماں قرار دے کر اہل ایمان کو عزت بخشی ہے۔ سیدنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہمارا اسلام ہو صبح و شام (یارب! ان کے صدقے میری ماں کو بخش دے)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے ہماری نگاہوں سے الگ ہو جانے کے بعد بھی بیوہ بنتی ہیں اور نہ بیوہ کہلاتی ہیں۔ تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ میں اللہ کا فرمان ہے کہ ''ایمان والوں کیلئے روا نہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے کبھی بھی نکاح کریں۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے''۔ وہ ازواج مطہرات ہیں اور ازواج مطہرات رہیں گی۔ ازواج مطہرات کو ہمارا اسلام ہو صبح و شام۔ قرآنِ مجید روز قیامت تک کیلئے لوگوں سے مخاطب ہے۔ قرآنِ مجید میں ازواج مطہرات کو ندا دی جا رہی ہے

يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ

''اے نبی (ﷺ) کی بیویوں! آپ کسی بھی دوسری عورت کی طرح نہیں ہیں'' (حوالہ الاحزاب۔۳۲)

واضح ہوا کہ ازواج مطہرات کے مثل دنیا کی کوئی بھی عورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کی ازواج مطہرات کو براہ راست مخاطب فرماتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی:

يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ مَن يَأۡتِ مِنكُنَّ بِفَٰحِشَةٖ مُّبَيِّنَةٖ يُضَٰعَفۡ لَهَا ٱلۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِ

''اے نبی (ﷺ) کی ازواج (مطہرات)! آپ میں سے (رسول کریم سے) جو تغافل کی مرتکب ہوگی اس ایک کو ہم دگنی سزا دیں گے

وَمَن يَقۡنُتۡ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦ نُّؤۡتِهَآ أَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ

''اور آپ میں سے اللہ اور اس کے رسول کیلئے جو کھڑی ہوگی اس ایک کو ہم اس کی اجرت دوبار دیں گے'' (حوالہ الاحزاب۔۳۱)

ازواج مطہرات کو ہمارا اسلام ہو صبح و شام۔

اس فرمان کا ترجمہ اور تفسیر یوں بیان کی جاتی ہے:

[ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی۔ تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔ قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔ سعودی عرب]

''اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو بھی کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی اسے دہرا دہرا عذاب دیا جائے گا'' تفسیر! قرآن میں الفَاحِشَةُ (مُعَرَّف بِالّلام) کو زنا کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے لیکن فَاحِشَةٌ (نکرہ) کو برائی کیلئے (بتاتا چلوں کہ یہ بات تفسیر القرطبی میں سے محض ترجمہ کی گئی ہے ''الفاحشة اِذا وردت معرفة فهي الزنى واللواط و اِذا وردت منكرة فهي سائر المعاصي)، جیسے یہاں ہے۔ یہاں اس کے معنی بداخلاقی اور نامناسب رویے کے ہیں۔ کیوں کہ نبی ﷺ کے ساتھ بداخلاقی اور نامناسب رویہ آپ ﷺ کو ایذا پہنچانا ہے جس کا ارتکاب کفر ہے۔ علاوہ ازیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن خود بھی بلند مقام کی حامل تھیں اور بلند مرتبت لوگوں کی معمولی غلطیاں بھی بڑی شمار ہوتی ہیں اس لئے انہیں دوگنے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے]

[ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی۔ کنز الایمان فی ترجمة القرآن]

''اے نبی کی بی بیو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا'' تفسیر! جیسے کہ شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اور اس کے ساتھ کج خلقی سے پیش آنا کیونکہ بدکاری سے تو اللہ تعالیٰ انبیاء کی بیبیوں کو پاک رکھتا ہے]

Yusuf Ali: O Consorts of the Prophet! if any of you were guilty of evident unseemly conduct the Punishment would be doubled to her

Pickthall: O ye wives of the Prophet! Whosoever of you committeth manifest lewdness, the punishment for her will be doubled,

F. Malik: O wives of the Prophet! If any of you were guilty of open indece ncy, her punishment will be increased to double,

[Reference Computer CD "Alim" ISI Software Corp. U.S.A]

کتاب کے حوالے سے تسلیم شدہ اصول یہ ہے کہ اس کے بعض الفاظ اور اصطلاحات کے معنی اور مفہوم وہی لئے جائیں گے جو اس کتاب نے طے کئے ہیں اور اگر ان الفاظ کے معنی، مفہوم اور تعریف کو متعین نہیں کیا تو پھر اس کتاب میں بیان کردہ بات کو سمجھنے اور طے کرنے کیلئے مروجہ لغت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اس سے قطع نظر کہ کسی بھی لفظ اور اصطلاح کے کوئی کیا معنی اور مفہوم لیتا ہے ان کی وہ تعریف غالب رہے گی جو اس کتاب نے متعین کی ہے۔ قاری اور عدالت کو یہ حق حاصل نہیں کہ کتاب رقانون میں کسی شئے کی متعین کردہ تعریف (definition) سے الگ اور ماوراء تعریف کو اپنائے۔ قرآنِ مجید بھی ''ذَالِكَ الْكِتَـٰبُ'' ایک کتاب ہے اور الفاظ اور اصطلاحات کے معنی، مفہوم اور تعریف خود طے اور بیان کرتا ہے اور ان کی حدود، ابتدا و منتہا، گہرائی اور وسعت کا تعین بھی خود کرتا چلا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید جس کسی اصطلاح کو مخصوص معنی (Restricted meaning, not to be construed otherwise) تک محدود کرتا ہے تو اس کی ضد، الٹ بتا کر اس کے مفہوم کو متعین کر دیتا ہے تا کہ اس کے علاوہ اسے کوئی دوسرے معنی نہ دیئے جا سکیں۔ اور اگر کوئی اسے دوسرے معنی اور مفہوم دیتا ہے تو وہ اس شخص کا اپنا خیال ہے اِس کتاب کی بات نہیں۔

قرآنِ مجید نے آقائے نامدار ﷺ کی ازواج مطہرات کے حوالے سے لفظ ''فحش، فاحشۃ'' کے معنی اور مفہوم خود طے کر دیا ہوا ہے اس لئے دنیا کی کسی بھی کتاب رقانون کے متعلق طے اور تسلیم شدہ اصول (not to be construed otherwise) کے مطابق کوئی دوسرے معنی تصور نہیں کئے جا سکتے۔ فرمایا يَـٰنِسَآءَ ٱلنَّبِىِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَـٰحِشَةٍ ''اے نبی (ﷺ) کی ازواج (مطہرات)! آپ میں سے (معاذ اللہ رسول کریم سے) جو ایک تغافل کی مرتکب ہوگی''۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کون سی بات کو ''فحش'' کے زمرے میں قرار دیتے ہوئے دہری سزا کی بات کی ہے؟ فحش کے معنی یوں متعین فرمائے

وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦ ''اور آپ میں سے اللہ اور اس کے رسول کیلئے جو ایک کھڑی ہوگی''۔

نُّؤْتِهَآ أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ''اس ایک کو ہم اس کی اجرت دو بار دیں گے''۔

خطاب تمام ازواج مطہرات سے ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک ''یہ کرے گی تو دوہری سزا ہے'' اور ان میں سے کوئی ایک

''یہ کرے گی تو اجر دہرا ہے''۔ اس طرح واضح ہے کہ انعام اور سزا کے حوالے سے بتائی ہوئی دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد اور الٹ ہیں۔ دہرا اجر اس کیلئے ہے جو اللہ اور رسول کیلئے ''یَقْنُتْ'' ہوگی اور اس کے الٹ اور متضاد فعل کو ان کیلئے ''فحش'' سمجھا جائے گا۔

''یَقْنُتْ'' کا مادہ 'ق ن ت'' ہے اور معنی کھڑے ہونا اور بات کرنے سے رک جانا ہیں۔ یہ معنی اور مفہوم سورۃ آلِ عمران کی آیت ۴۳ سے واضح ہیں یَـٰمَرْيَمُ ٱقْنُتِى لِرَبِّكِ ''اے مریم (صدیقہ) آپ اپنے رب کیلئے کھڑی ہوں''۔ ''قنت'' کے معنی کھڑا ہونا ہی ہے کہ اس کے بعد فرمایا ''اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر''۔

قدیم مفسرین کی تقلید میں ''وَ مَنْ یَّقْنُتْ'' کے معنی یوں کر دیئے جاتے ہیں ''اور جو فرمانبردار (یطع) رہے'' کیونکہ انہوں نے اس آیت مبارکہ میں ''یَقْنُتْ'' کے معنی 'یطع'' اطاعت لکھے تھے۔ قرآنِ مجید نے کہیں بھی ''قنت'' کے معنی ''اطاعت'' بیان نہیں فرمائے۔ اس کے معنی 'یطع' بیان کرنا اس وجہ سے بھی صحیح نہیں تھا کیونکہ ازواج مطہرات سے اِسی خطاب میں کہا

وَأَطِعْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ

''اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم (ﷺ) کی اطاعت کرو'' (حوالہ الاحزاب۔۳۳)

اس لئے ''یَقْنُتْ'' اور ''أَطِعْنَ'' دو الگ الگ باتیں ہیں۔ ''أَطِعْنَ'' بات رفرمان کو تسلیم کرنا ہے اور 'یَقْنُتْ'' ظاہر عمل اور ادب ہے۔ قرآنِ مجید نے ازواج مطہرات کے علاوہ کہیں بھی کسی سے بھی یہ نہیں کہا کہ وہ ''رسول کریم ﷺ کیلئے کھڑے ہوں''۔ یہ حکم صرف ازواج مطہرات کیلئے ہے کیونکہ وہ رسولِ کریم ﷺ کے نکاح میں ہیں۔ تقویٰ کی جانچ کیا ہے؟ پیمانہ کیا ہے؟ فرمایا:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَٰتَهُمْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمْتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ

''بیشک اللہ کے رسول (کریم ﷺ) کے پاس جو لوگ اپنی آواز کو پست (دھیمی) رکھتے ہیں

وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کیلئے جانچ لیا ہے'' (حوالہ الحجرات۔۳)

اللہ اکبر! اللہ اکبر! تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے میرے آقا کے ادب کو تقویٰ کا پیمانہ اور امتحان قرار دیا۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ پر درود و سلام ہے ہر لحہ صبح و شام۔ اللہ کے حضور اور آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے روبرو اصوات کو پست اور نگاہوں کو ادب و عقیدت کے اظہار کیلئے جھکائے رکھنا ''خ ش ع'' کے اعلیٰ وارفع معنی اور مفہوم اور تقویٰ کی جانچ ہے۔

ازواج مطہرات کے حوالے سے فَٰحِشَةٍ کے معنی یوں واضح ہیں

يَـٰنِسَآءَ ٱلنَّبِىِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ

''اے نبی (ﷺ) کی ازواج (مطہرات)! آپ کسی بھی دوسری عورت کی طرح نہیں ہیں

إِنِ ٱتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِٱلۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلۡبِهِۦ مَرَضٞ وَقُلۡنَ قَوۡلٗا مَّعۡرُوفٗا

اگر آپ تقویٰ (کی معراج) پر رہنا چاہتی ہیں تو نرم لہجے میں بات مت کریں کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ اگر سننے والا ایسا شخص ہے جس کے دل میں بیماری ہے تو غلط گمان کرسکتا ہے۔ اور آپ معروف بات (الفاظ) میں گفتگو کریں" (حوالہ الاحزاب۔۳۲)

رسول کریم ﷺ کیلئے ازواج مطہرات کے "یَقْنُتْ" یعنی کھڑے ہونے اور بات کرنے سے رک جانے کے ادب کے متضاد رویہ یعنی آقائے نامدار ﷺ سے تغافل، ان کی آمد پر غفلت یا گھر کے دوسرے کام کاج میں مصروف رہنا، عدم توجہی کو ان کیلئے "فحش" قرار دیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے لہجے میں وقار اور تمکنت رکھتے ہوئے گفتگو کے الفاظ کے چناؤ میں احتیاط برتنے کی تاکید فرمائی۔ یہ تقویٰ کی معراج ہے کہ زندگی اس قدر احتیاط سے بسر کی جائے کہ نادانستہ بھی لہجے میں لوچ اور نرمی یا گفتگو کے الفاظ کے چناؤ میں عدم احتیاط نہ ہو جو میلے دل والے کسی شخص کیلئے کچھ گمان کرنے کا سبب بن سکے۔ مومن خواتین کیلئے سبق ہے کہ نامحرم مردوں سے گفتگو کرتے ہوئے اپنے لہجے اور الفاظ پر دھیان رکھیں کہ لہجہ اور نادانستگی سے ادا کئے ہوئے ذومعنی الفاظ کسی میلے ذہن اور میلی خواہشوں والے انسان کیلئے بلاوجہ غلط اور نامناسب اشارے، گمان کا سبب بن سکتے ہیں۔ ازواج مطہرات کو گئی یہ نصیحت آقائے نامدار ﷺ کی حیات مبارک تک محدود نہ تھی۔ اس لئے اس ہدایت کی موجودگی میں گمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک نے بھی اپنی زندگی میں کبھی کسی مرد سے حقوق زوجیت، جنسیات اور غسل جنابت کے متعلق گفتگو فرمائی ہو۔ ان موضوعات پر ازواج مطہرات سے منسوب کی گئی روایات لوگوں کے اپنے ذہن کی اختراع ہیں۔ انسان اپنی ماں سے ان موضوعات پر سوال نہیں پوچھتا۔ قرآنِ مجید کی آیات مبارکہ اس قدر واضح اور بین ہیں کہ کسی پروفیسر کو تو کیا ایک موٹی عقل والے شخص کو بھی یہ بات باآسانی سمجھ آجانی چاہئے کہ غسل جنابت کیلئے پانی کی کتنی مقدار درکار ہوتی ہے۔ ہمارے لئے تو یہ سہولت بھی دی گئی ہے

أَوۡ لَٰمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدٗا طَيِّبٗا "یا تم نے بیویوں سے لمس کیا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو (صاف زمین پر مٹی کو چھو کر چہروں اور ہاتھوں پر پھیرنے سے طہارت ہوجائے گی" (حوالہ النساء۔۴۳، المائدہ۔۶)۔ ازواج مطہرات کو ادب وعقیدت سے ہمارا اسلام ہو صبح وشام۔

اللہ رب العزت نے نبی ﷺ سے ازواج کے متعلق اور ازواج مطہرات سے کہی جانے والی باتوں کا مقصد بھی واضح فرما دیا تھا

إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا

(آیت ۲۸ سے بیان کردہ باتوں کا آپ ﷺ اور ازواج مطہرات ملال نہ کریں کہ ان کا مقصد یہ ہے)

"اے اس گھر کے رہنے والو! نبی کریم اور ازواج مطہرات

اللہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے رجس کو دور لے جائے اور تمہیں طہارت کی اوج پر کردے" (حوالہ الاحزاب۔۳۳)

اللہ رب العزت نے آقائے نامدار ﷺ اور ان کی ازواج کو آپس میں دنیا ہی میں أَزْوَٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ بنایا اور بتایا ہے۔ جنت میرا اور آپ کا مسئلہ ہے۔ مالک الملک نے بتا دیا کہ جنت سبب نہیں رسولوں کے وجود کا بلکہ اس کا اپنا وجود مرہونِ منت ہے رسولوں کا۔ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ''جنت ان کیلئے بنائی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور رسولوں پر'' (حوالہ الحدید۔۲۱)۔ امر میں رسول پہلے ہیں اور دوسرے لوگوں کیلئے جنت ان پر ایمان لانے کا ثمر ہے۔ اور اب وقت کی منتہا تک جنت میں داخلے کی شرطِ اول ہے قلب وزبان کا یہ اقرار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ حقیقت ہوگئی ناں عیاں۔ جو آخر ہے جو خاتم ہے وہی تو امر میں اول ہے وہی تو سبب ہے وجودِ جنت کا۔ اللہ تعالیٰ کے امر میں اول رحمت ہے اور جو خلق والے امر میں اول ہے وہی تو اللہ رب العالمین کی رحمت کا مظہر ہے اور رب العالمین نے اسے راز رکھا بھی نہیں بلکہ عالمین کو بتا دیا کہ انہیں ہی تو رحمت للعالمین بنایا ہے (حوالہ الانبیاء۔ ۱۰۷)۔ اور اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ سے مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝ کا وعدہ فرمایا (حوالہ الاسراء۔۷۹)۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے وہ پورا ہو چکا کیونکہ كَانَ وَعْدُهُۥ مَفْعُولًا ۝ ''اس کا وعدہ تو پورا ہو کر رہتا ہے'' (حوالہ المزمل۔۱۸)۔

کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ بیویاں خاوند کے پاس اور اس کے ساتھ ہوتی ہیں؟ یارب! ازواج مطہرات کے پاؤں کی دھول کے صدقے میری ثریا کو بخش دے اور الْحَيَوَانُ اصل حیات میں بھی اسے مجھے بخش دے۔

قرآنِ مجید نے بتایا ہے

كُلُّ ٱلطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَٰٓءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ (حوالہ آلِ عمران۔۹۳)

''سب کھانے بنی اسرائیل پر حلال تھے سوائے ان کے جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے اوپر حرام کر لئے تھے''

اور سورۃ التحریم کی پہلی آیت سے واضح ہے کہ آقائے نامدار، محسنِ انسانیت، رحمت للعالمین رسولِ کریم ﷺ نے بھی ازواج مطہرات کی خوش دلی اور خوشنودی کیلئے کسی چیز کو اپنے لئے حرام کر لیا تھا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِى مَرْضَاتَ أَزْوَٰجِكَ ۚ

'اے نبی (ﷺ)! آپ بھلا کیوں اس چیز کو جو اللہ (تعالیٰ) نے آپ کیلئے حلال کی ہے اپنے لئے حرام کرتے ہیں؟

آپ اپنی ازواج (مطہرات) کی خوشنودی چاہتے ہیں؟

آقائے نامدار ﷺ نے کس چیز کو حرام کر لیا تھا اور ازواج مطہرات میں سے کن کے کہنے پر ایسا کیا تھا اس بارے میں کسی قسم کی بحث قطعی بے مقصد بلا جواز اور اپنی حدود سے تجاوز کرنے کے مترادف ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ازواج مطہرات کے مابین ہے۔

اس بے مقصد، بلا وجہ کی گئی طویل بحث کے ضمن میں ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ آیت مبارکہ میں جمع کا صیغہ ازواج (آقائے نامدار ﷺ کے نکاح میں تمام عظیم المرتبت خواتین) استعمال ہوا ہے جس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مقصودِ خوشنودی کو ایک یا دو بیویوں سے منسوب کرنے کا قیاس اور خیال انتہائی نامناسب بلکہ ہمارے لئے قطعاً جائز نہیں۔ آقائے نامدار ﷺ اور ازواج مطہرات کو ہمارا سلام ہو۔ قسم ہے رب کی! آقائے نامدار ﷺ کی اس ادا سے فرحت بخش مہک آتی ہے۔ اللہ رب العزت محبت بھرے پوچھنے کے انداز میں اپنے حبیب سے اس معاملے پر مخاطب ہوئے، کچھ کہا نہیں بلکہ بتایا وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ سبحان اللہ! کاش کہ آقائے نامدار ﷺ کی بات سے ہمیں اس انس، محبت، عزت وتکریم، مقام ومرتبہ کی سمجھ آجائے جو عورت اور بیوی کیلئے ہمارے دلوں میں پیدا کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اور ایک نکتہ یہ بھی یاد رہے کہ ضروری نہیں کہ ہر حلال چیز کو لازماً کھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لئے کہا جو حَلَـٰلًا طَيِّبًا ہوں یعنی حلال بھی ہوں اور تمہیں مرغوب بھی۔ اپنے لئے حرام قرار دیئے بغیر کسی بھی حلال شئے کو نہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اگر وہ کسی کو مرغوب نہیں یا صحت کیلئے مضر ہے۔

دنیا کی زندگی کو لھو ولعب کہا گیا ہے لیکن خیال رہے کہ طبعی زندگی میں تفریح بذات خود کوئی بری شئے نہیں ہے۔ برائی جب ہے اگر زندگی کے بارے میں سوچ، رویئے اور روش کو ''لعب'' کے قالب میں ڈھال دیا جائے۔ وگرنہ زندگی متعین حدود کے اندر بھرپور جینے کا نام ہے۔ آقائے نامدار، رحمت للعالمین، رسولِ کریم ﷺ کی ذات اقدس سے بڑھ کر سنجیدگی کہیں نہیں ملے گی، کائنات میں ان کے وقت سے زیادہ قیمتی وقت کسی کا نہیں اور ان سے زیادہ وقت کی قدر و قیمت دنیا میں کسی کو معلوم نہیں۔ سلام ہو صبح وشام آقائے نامدار ﷺ پر جنہوں نے ہمیں زندگی کو بھرپور انداز میں جینے کا سبق دیا جب انہوں نے زوجہ محترمہ کے ساتھ دو بار دوڑ لگائی۔ ایک مرتبہ جیتے اور ایک مرتبہ (شاید دانستہ، ان کی خوشی اور تفریح طبع کیلئے) ان سے ہارے۔ آقائے نامدار ﷺ کے زوجہ مبارکہ کے ساتھ دوڑ لگانے اور ہارنے کا مفہوم بتاؤں کہ یہ کس میں شامل ہے؟ بندگی کیا ہے؟ میرے آقا نے بتایا

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾

'آپ (ﷺ) کہیں 'میری نماز، میرے اعمال، میرا جینا اور میرا مرنا، سارے جہانوں کے رب، اللہ کیلئے ہے'' (الانعام۔۱۶۲)۔

''میرا جینا اور میرا مرنا'' آخری سانس تک زندگی کا ایک ایک لمحہ ہے۔ يَعْبُدُونِ یعنی بندگی کا مفہوم اور اس کا اظہار أَحْسَنُ عَمَلًا ہے اور عمل چونکہ حیات اور زمان کی گزرگاہ میں ہوتا ہے اس لئے يَعْبُدُونِ یعنی بندگی کرنا زندگی کے ہر ایک ایک لمحے پر محیط ہے۔ انسان کو ہر لمحہ دیکھنا ہوگا کہ بندگی کر رہا ہے یا اس سے اجتناب برت رہا ہے۔ اس طرح انسان کی زندگی کا جو پل أَحْسَنُ عَمَلًا میں صرف ہوا وہ اس کے ''عابد'' ہونے کا مظہر ہے اور جو پل أَحْسَنُ عَمَلًا کے متضاد کسی عمل میں بیت گیا وہ اس کی تخلیق کے مقصد کی نفی

کرنے میں بسر ہو گیا۔ ''میری ہدایت، کتاب میں بھیجی ہوئی میری آیات'' زندگی کے ہر ایک پل کا احاطہ کرتی ہیں مساجد میں رکوع و سجود کے اوقات سے لے کر خواب گاہ کی تنہائی میں بیویوں کے ساتھ بیتائے جانے والے محبت و سکون کے نازک لمحات تک۔ ان تمام لمحات میں جس انسان نے اپنے آپ کو اگر ''میری ہدایت، کتاب میں بھیجی ہوئی میری آیات'' کے تابع رکھا تو وہ اپنے وجود اور شخصیت کے مقصد کو پا گیا۔ کاش کہ آقائے نامدار ﷺ کی ازواج مطہرات سے ان کے رویئے اور سلوک کی اس خوبصورت ادا سے ہمیں زندگی کا مفہوم اور عورت کے مقام و مرتبہ کی سمجھ آجائے۔

عورت ماں ہے۔ ٹھنڈک اور چھاؤں ہے۔ پناہ اور امید حیات ہے۔ عورت بہن ہے۔ درد کی مرہم ہے۔ عورت بیٹی ہے۔ آنکھوں کا نور اور ٹھنڈک جو بڑھاپے میں ماں کی یاد بن جائے۔ ان تینوں رشتوں میں تقدس ہے۔ عورت کو یہ رشتے حفاظت دیتے ہیں۔ اگر عورت کو ان رشتوں کی موجودگی میں بھی تحفظ و آزادی حاصل نہیں تو وہ عورت بدقسمت ہے نہیں مرد بدقسمت ہے۔ یہ حقیقت آج سمجھ نہ آئی تو کل آجائے گی۔ کل کونسا دور ہے۔ أَزِفَتِ ٱلْـَٔازِفَةُ ﴿٥٧﴾ ''قریب آنے والی چیز قریب آن لگی ہے'' (النجم۔۵۷)۔

کیا معلوم لمحہ جاتا ہے کہ برپا ہو جائے وَمَآ أَمْرُ ٱلسَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ ٱلْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ

''اور اس گھڑی کا معاملہ (امر) اس کے علاوہ نہ ہو گا جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی جلدی'' (حوالہ النحل۔۷۷)۔

جنہیں یقین نہیں وہ ذرا NASA سے رابطہ کریں اور ان سے پوچھیں کہ کائنات کے بکھرنے کا عمل شروع ہونے میں کتنا وقت درکار ہو گا؟ ایک لمحہ یا اس سے بھی کہیں کم۔

اور عورت کا اولین روپ زوج، بیوی کا ہے۔ سبحان اللہ! عورت کو اس روپ میں لانے کا انداز بتایا '' مُحْصَنَٰتٍ ''، یعنی حفاظت، حصار میں لی ہوئی عورت، سیپ کا موتی۔ اہل ایمان کے قلب و نگاہ میں عورت کا تصور، حیثیت اور مقام و مرتبہ صرف اور صرف پیکر عفت و حیا کا ہونا چاہئے۔ یہ میرا خیال نہیں اور میری حیثیت بھی نہیں کہ دوسروں کو وعظ کر سکوں۔ یہ رب العالمین کا فرمان ہے۔

وَضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱمْرَأَتَ فِرْعَوْنَ

''اور اللہ ایمان والوں کیلئے اس خاتون کی مثال دیتا ہے جو فرعون کی بیوی تھی'' (حوالہ التحریم۔۱۱)۔ فرعون کی بیوی کو ہمارا اسلام ہو۔

وَمَرْيَمَ ٱبْنَتَ عِمْرَٰنَ ٱلَّتِىٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (حوالہ التحریم۔۱۲)

''اور (اللہ ایمان والوں کیلئے مثال دیتا ہے سیدہ) مریم صدیقہ بنت عمران کی جس نے اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کی''

پیکر عفت و حیا کی نمائندہ سیدہ مریم صدیقہ کو جھکی نگاہوں کے ساتھ ہمارا اسلام ہو۔

اور میرے آقا، آقائے نامدار ﷺ کا فرمان ہے ''تم میں سے اس کا ایمان بہتر ہے جس کا بیوی کے ساتھ سلوک بہتر ہے''۔

آقائے نامدار، رسول کریم ﷺ پر درود وسلام ہے ہر لحہ صبح وشام جنہوں نے بیوی کے ساتھ سلوک کو ایمان کا پیمانہ بنا دیا۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! رب العزت کے اس فیصلے کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ انتہائی خطرناک ہے

وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا (حوالہ النساء۔۱۴)

'اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا اسے اللہ تعالیٰ آگ میں ڈالے گا'

قرآنِ مجید میں تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ ''یہ اللہ کی حدیں ہیں'' گیارہ مرتبہ آیا ہے۔ ایک مرتبہ وراثت کی تقسیم کے بارے میں اور دس بار حقوق زوجیت اور طلاق کے متعلق آیات مبارکہ میں آیا ہے (حوالہ البقرۃ ۱۸۷، ۲۲۹، ۲۳۰، النساء۔۱۳، المجادلۃ۔۴، الطلاق۔۱)۔

کیا ہمیں اس بات سے خوف آتا ہے؟ نہیں آتا تو پھر ہمارے دل سخت ہو چکے، ہم مردہ ہیں۔ اس لئے آقائے نامدار ﷺ کا اب ہمارے درمیان ہونا یا نہ ہونا ہمارے لئے کسی معنی اور مفہوم کا حامل نہیں رہ جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا ہے ''یہ قرآنِ مبین ہے

لِّيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا ''تا کہ اسے جو زندہ ہے خبردار کریں'' (حوالہ یٰس۔۷۰)۔

ہم کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ سے ہمیں یہ کہلوا دیا

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا ۚ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''بیشک تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھول دینے والا (قرآنِ مجید) آ گیا ہے،

اب جو دیکھتا ہے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو اندھا رہا اس کا وبال اسی پر ہوگا

وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝

اور میں تمہارا کچھ نگہبان و نگران نہیں ہوں'' (الانعام۔۱۰۴)

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ

آپ (ﷺ) بتائیں ''اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے (قرآنِ مجید) حق آ گیا ہے''۔

وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ۝

''اور میں تمہارا کوئی وکیل (ذمہ دار، نگران) نہیں ہوں'' (حوالہ یونس۔۱۰۸)

آقائے نامدار ﷺ پر درود وسلام ہے ہر لحہ صبح وشام۔ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝۔